434

غلام احمد قادیانی

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا — ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

# الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ہے — ششماہی للعہ — سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

| نمبر ۹۳ | مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۶ شعبان سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳ |
| --- | --- | --- | --- | --- |




## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۶ مارچ ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں میر قاسم علی صاحب، مہاشہ محمد عمر صاحب، مولوی اللہ دتا صاحب وغیرہ اصحاب نے پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق لیکچر دیئے۔

۶ مارچ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نویں جماعت نے طلباء ففتھ ہائی کو امتحان کے لئے جانے کی تقریب میں ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پڑھا۔ جس کا جواب ففتھ ہائی کے طلباء کی طرف سے دیا گیا۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "جدائی" کے فلسفہ پر تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ آئندہ درج اخبار کی جائیگی۔

امسال خدا کے فضل سے ۳۸ طلباء امتحان میں شریک ہوئے۔ احباب ان کی نیز امتحان دینے والے دوسرے طلباء کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ؎

## الموعظۃ الحسنۃ

### تصویر کشی کے متعلق مسیح موعود کا ارشاد

"حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنفس حرام ہوتی ہے۔ ایک بالنسبت۔ جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو۔ یا کہیں کا سفید ہو۔ یا سیاہ۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے۔ کہ ایک شخص محنت کر کے کسب حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے۔ تو حرام ہوگا ؎

بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ ایک خونی ہے۔ اگر اس کی تصویر اس غرض سے لے لیں۔ کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے۔ تو یہ نہ صرف جائز ہوگی۔ بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر بھیجتا ہے۔ تو اس کو اگر کہا جائے کہ حرام کام کیا ہے، تو یہ کہنا موذی کا کام ہے۔

یاد رکھو۔ اسلام بت نہیں ہے۔ بلکہ زندہ مذہب ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج کل نا سمجھ مولویوں نے لوگوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ آنکھوں میں ہر شے کی تصویر بنتی ہے۔ بعض پتھر ایسے ہیں۔ کہ جانور اڑتے ہیں تو خود بخود ان کی تصویر آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام مصوّر ہے۔ یصوّرکم فی الارحام۔ پھر بلا سوچے سمجھے کیوں اعتراض

کیا جاتا ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ جو میں نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حرمت غیر حقیقی ہے۔ کسی محل پر ہوتی ہے۔ اور کسی پر نہیں۔ غیر حقیقی حرمت میں ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر نیت شرعی ہے۔ تو حرام نہیں۔ ورنہ حرام ہے۔

حدیثوں ہی پر تکیہ نہ کرو۔ اگر قرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرتے ہو۔ تو پھر گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگاتے ہو۔ کہ کیوں انہوں نے احادیث کو خود جمع نہیں کرایا۔ کیونکہ آپ نے کوئی حکم احادیث کے جمع کرنے کا نہیں فرمایا۔ حالانکہ قرآن شریف کو آپ خود لکھواتے اور سناتے تھے۔ بعض صحابہ نے احادیث کو اپنے طور پر جمع کیا۔ لیکن آخر انہوں نے جلا دیا۔ جب سبب دریافت کیا۔ تو یہی بتایا۔ کہ آخر راویوں سے سنی ہیں۔ ممکن ہے ان میں کمی بیشی ہوئی ہو۔ اپنے ذمہ کیوں بوجھ لیں۔ پس قرآن کریم کو مقدم کرو۔ اور حدیث کو قرآن پر عرض کرو۔ حَکَم نہ بناؤ"

اخبار الحکم ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۲ء } حضرت مسیح موعود

# اخبار احمدیہ

## مجلس مشاورت کے متعلق سیکرٹری مشاورت کا اعلان

(۱) تمام جماعتہائے احمدیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس سال مجلس مشاورت کے لئے جلد اپنے اپنے نمائندے منتخب کر کے عاجز کو ان کے نام و پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان کے نام درج رجسٹر کر لئے جائیں۔ اور وقت پر ان کو آسانی سے ٹکٹ دیا جا سکے۔ جن جماعتوں کی طرف سے ۲۰ مارچ تک اطلاع نہیں پہنچے گی۔ ان کے سابقہ نمائندے ہی اس سال کے لئے بھی نمائندے سمجھے جائیں گے۔

(۲) جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے نمائندوں کو سرٹیفکیٹ دے کر بھیجیں۔ کہ ان کو جماعت نے منتخب کر کے بحیثیت نمائندہ بھیجا ہے۔ جس کو وہ پیش کر کے دفتر ہذا سے ٹکٹ داخلہ حاصل کر سکیں گے۔ ورنہ داخلہ کے وقت دقت ہوگی۔

خاکسار سیکرٹری مجلس مشاورت - قادیان

## اعلان نظارت اعلیٰ

ہر ایک جماعت احمدیہ مجلس مشاورت گذشتہ کے فیصلوں کے ماتحت یہ رپورٹ بھیجے۔ کہ (۱) کیا آپ کی جماعت نے تبلیغی جلسہ کرایا جیسا کہ مجلس مشاورت گذشتہ میں فیصلہ ہوا تھا (۲) کیا ہر ایک فرد نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور کچھ وقت معین کر کے تبلیغ کے لئے دیا (۳) کیا سکرٹری صاحب تبلیغ نے مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق کام کیا۔ اور لوگوں سے ہر ہفتہ میں تین گھنٹے تبلیغ کے واسطے لئے (۴) ہائی سکول میں طلباء کے اضافہ کے لئے آپ کی جماعت نے کیا کوشش کی (۵) سلسلہ کی کتب کی فروخت کے متعلق کیا کوشش کی گئی (۶) الفضل کی اشاعت کے لئے کیا کوشش کی گئی (۷) چندہ عام کی توسیع اشاعت کے لئے کیا کوشش کی گئی۔

ذوالفقار علیخان - قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان

## اعلان نظارت دعوت و تبلیغ

احباب جماعتہائے احمدیہ ضلع ہزارہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کے علاقہ میں ایک بورڈ قائم کیا گیا ہے۔ جس کے حسب ذیل فرائض ہونگے:-

(۱) جماعت میں تبلیغی رُوح پھونکنا اور اپنے حلقۂ تبلیغ کو وسیع کرنا۔ (۲) جماعت کے ناخواندہ احباب بچوں اور مستورات میں تعلیم دینی کا رواج دینا اور اس کے لئے انتظام کرنا (۳) علاقہ کے احمدی برادران کو باہم شناسا کرانا۔ اور ان میں محبت و باہمی ارتباط و اختلاط پیدا کرنا (۴) احمدی برادران میں اگر خدانخواستہ کوئی تنازع پیدا ہو۔ تو اس کا رفع کرنا۔ (۵) امر اول کے متعلق دفتر دعوت و تبلیغ میں اور امر دوم کے متعلق دفتر تعلیم و تربیت میں ماہوار رپورٹ بھیجنا۔

اس بورڈ کے حسب ذیل ممبر قرار پائے ہیں۔

(۱) خان بہادر محمد علی خان صاحب - پریزیڈنٹ
(۲) عبدالرحیم خان صاحب سکنہ حصاری ممبر
(۳) میر جی سرور شاہ صاحب سکنہ داتہ "
(۴) مولوی عبدالقیوم صاحب وکیل مانسہرہ "
(۵) مولوی عبدالحق صاحب اپیل نویس ایبٹ آباد۔ "
(۶) سید بہادر شاہ صاحب سکنہ گندف تحصیل ہری پور "

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

## تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

جملہ اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ امسال ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس احمدیہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر ہوگا۔ تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ مندرجہ ذیل امور پیش کئے جائینگے:۔

(۱) انتخاب عہدہ داران یعنی پریزیڈنٹ۔ وائس پریزیڈنٹ جنرل سیکرٹری۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔ مینجنگ کمیٹی۔ فنانشل سیکرٹری کا انتخاب۔

(۲) ایسوسی ایشن کو کامیاب بنانے کے ذرائع اور ان پر عملدرآمد کا طریقہ (احباب ذرائع سوچ لیں۔ اور اجلاس میں بطور ریزولیوشن پیش کریں)

(۳) ایسوسی ایشن کے قواعد کا از سرنو مرتب کرنا۔

(۴) ریزولیوشنز منجانب ممبران (یہ ریزولیوشنز میرے پاس ۵ مارچ تک پہنچ جانے چاہیئیں)

مینجنگ کمیٹی کے پچھلے اجلاس میں کچھ ریزولیوشنز پاس کئے گئے تھے۔ جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) اولڈ بوائز جو کام سلسلہ یا ایسوسی ایشن کے لئے کرتے ہیں انکی اطلاع باقاعدہ دیا کریں (۲) چندہ ممبری کی شرح ممبر کی آمدنی کا تین فیصدی یا کم از کم دو روپیہ سالانہ ہو۔ (۳) جب ایسوسی ایشن کی آمدنی مستقل و معقول ہو جائے۔ تو ایک کلرک رکھا جائے۔ جو ایسوسی ایشن کی کارروائی ممبروں تک پہنچایا کرے (۴) اڑھائی ہزار روپیہ کی فراہمی کی کوشش کی جائے۔ تاکہ اولڈ بوائز لاج قائم کیا جا سکے۔ یہ چندہ صرف اولڈ بوائز سے لیا جائے (۵) ہر اولڈ بوائے اپنا چندہ سالانہ باقاعدہ دیا کرے (۶) ہائی سکول میں تلاوت قرآن شریف کے لئے انعامات مقرر کئے جائیں (۷) تمام اولڈ بوائز ہائی سکول کے طلباء کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

(نوٹ) سال رواں کا چندہ تا حال وصول نہیں ہوا۔ احباب بھیجکر مشکور فرمائیں۔ ہائی سکول کی اردو لائبریری کی حیثیت بڑھانے اور اسکو دلچسپ بنانے کے لئے امسال لائبریرین صاحب کی طرف سے متعدد بار کتب کا مطالبہ ہوا ہے۔ لہذا ماسٹر حسین خان صاحب لائبریرین مدرسہ ہائی سکول کے پاس اردو کی مفید کتابیں بھیجدی جائیں۔ احباب براہ راست ان کے پاس کتابیں یا کچھ امدادی رقم ارسال فرمائیں۔

گل محمد خان بی اے (علیگ) جنرل سیکرٹری تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن قادیان

## راہوں میں لیکچر

شیخ محمود احمد صاحب ۳ مارچ راہوں تشریف لائے۔ ۷ بجے سے ۸ بجے شام تک لیکچر ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ بتایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو نہایت عمدہ پیرایہ میں پیش کیا۔ لوگوں کی کثرت تھی۔ ایک عُرس پر لوگ آئے ہوئے تھے شہر کے ہر طبقہ کے لوگ بھی تھے۔ احمدی بھی ارد گرد سے جمع ہو گئے تھے۔ دوسرے دن سید عطاء اللہ کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ فیروز خان احمدی از راہوں

## انبالہ میں لیکچر

جناب عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:۔

مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے مسلم ہائی سکول کے ہال میں "مغربی افریقہ میں اسلام" پر میجک لینٹرن کے ذریعہ موثر لیکچر دیا۔ ہال سامعین سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ صدر جلسہ سید محمد حنیف صاحب ہیڈ ماسٹر نے اپنے ریمارکس میں بیان کیا۔ کہ لیکچرار نے ان کے علم میں قیمتی اضافہ کیا ہے۔ اور سامعین کی طرف سے لیکچرار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی دلی خواہش ظاہر کی کہ لیکچرار صاحب پھر بھی پبلک کو ایسے مفید لیکچروں سے مستفیض فرمائیں۔

435



بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - یوم جمعہ - ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء

# مجلس وضع قوانین پنجاب میں گائے ذبح کرنیکے خلاف قرارداد

مجلس وضع قوانین پنجاب کے اجلاس یکم مارچ ۱۹۲۶ء میں ایک ہندو ممبر رائے صاحب لالہ گنگا رام نے یہ تحریک پیش کی کہ۔

(ا) "اس بارے میں فی الفور قواعد مرتب کئے جائیں۔ اور انہیں تمام مقامی رقبہ جات میں نافذ کر دیا جائے کہ حسب ذیل مواشی کے ذبح کرنے والا شخص کسی ایسی سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ جو دو صد روپیہ تک ہو سکتی ہے۔ (۱) تمام گائیں اور دودھ دینے والے مواشی یعنے وہ مواشی جو فی الحقیقت دودھ دے رہے ہوں۔ یا بچے دینے کے قابل ہوں (۲) تمام گائیں۔ سانڈ۔ بیل۔ بھینس۔ ہل چلانے والے اور بار برداری کے تمام مویشی جن کی عمر ۱۲ سال سے کم ہو۔

(ب) مواشی کے ذبح کرنے کے متعلق جو قوانین مروج ہیں۔ ان کو تبدیل کر دیا جائے۔ تاکہ یہ قرارداد نافذ کی جا سکے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ عید کے موقعہ پر مسلمان مواشی کی جو قربانی کیا کرتے ہیں۔ اس پر قرارداد ہذا کا کوئی حصہ نفاذ پذیر نہیں ہو گا۔"

چونکہ اس قرارداد کا سب سے زیادہ اثر مسلمانوں کے خلاف پڑتا تھا۔ اور انہیں ایک ایسے حق سے محروم کیا جاتا تھا۔ جو اسلام نے انہیں دے رکھا ہے۔ اور جس پر وہ آج تک عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے مسلمان ممبروں نے اس کی مخالفت کی۔ علاوہ ازیں اس سے ملک کو جو اقتصادی طور پر نقصان پہنچ سکتے ہیں۔ ان کی بنا پر بھی اسے غیر موزوں قرار دیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہندو ممبروں نے بڑے زور شور سے اس کی تائید کی۔ اور اگرچہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اس قرارداد کو اقتصادی نقطہ نگاہ سے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن اس بات سے وہ ناواقف نہیں ہو سکتے۔ کہ اس تحریک کا اقتصادی پہلو کی نسبت ہندو مسلمانوں کے مذہبی پہلو سے زیادہ تعلق ہے۔ کیونکہ جہاں ہندو مذہبی طور پر گائے کو متبرک اور مقدس سمجھ کر اسے ذبح ہونے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں مسلمان مذہبی لحاظ سے اسے ذبح کرنے کا حق کسی قانون کے ذریعہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بات ہندوؤں کے لئے بھی ہرگز مناسب نہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی حق سے قانون کے ذریعہ محروم کرنے کی کوشش کریں۔

تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ اسی کونسل میں دوسرے دن کے اجلاس میں جب شراب کی ممانعت کے متعلق قرارداد پیش ہوئی۔ تو ڈاکٹر نورنگ جیسے سرکردہ ہندو ممبر نے اس کی اس بناء پر مخالفت کی کہ:۔

"ہندوستان میں وام مارگیوں کی ایک جماعت ایسی ہے جو شراب پینا اپنا مذہبی فرض خیال کرتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ ان کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ لیکن ہمیں ان کے جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔"

مگر مسلمان جن کی پنجاب میں آبادی دیگر تمام مذاہب کے مقابلہ میں ۵۵ فیصدی ہے۔ ان کے مذہبی جذبات کی اتنی بھی پروا نہیں کی جاتی۔ جتنی وام مارگیوں کے بے ننگ شرم و حیا فرقہ کی "نہایت قلیل تعداد" کی ہندو صاحبان کے پیش نظر ہے۔ اور جو شراب کی سی مذموم ناپاک اور نقصان رساں چیز کے بارے میں روا رکھی جا رہی ہے۔ ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو کہ وام مارگی اپنے آپ کو ہندو مذہب کی طرف منسوب کرتے اور ہندوؤں کا ایک فرقہ بتاتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اس بات کا حق رکھتے ہیں۔ کہ ان کے جذبات کا خیال رکھا جائے۔ اور شراب کی محض اس لئے ممانعت نہ ہو۔ کہ وام مارگی اس کا پینا اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان اس بات کے مستحق نہیں۔ کہ جس بات کا حق انہیں اپنے مذہب کے رو سے حاصل ہے۔ اس سے انہیں محروم کیا جائے۔

پھر ڈاکٹر نورنگ صاحب نے مخالفت شراب کے خلاف یہ دلیل پیش کی۔

"کئی اشخاص ایسے ہیں۔ جو قول و فعل کی آزادی کے خواہاں ہیں۔ وہ ایسے قانون کو نہایت برا سمجھتے ہیں۔"

کیا یہی بات گائے اور دیگر ان جانوروں کے ذبح کرنے کے متعلق نہیں کہی جا سکتی۔ جو محض گائے کی خاطر ممانعت کی فہرست میں داخل کر لئے گئے ہیں۔ یا کیا ہندو ممبران کونسل نے کسی ذریعہ سے یہ بات معلوم کر لی ہے کہ پنجاب کی نصف سے زیادہ مسلم آبادی نہ صرف "قول و فعل کی آزادی" کی خواہاں نہیں۔ بلکہ اپنے مذہبی حقوق کو بھی ترک کر دینے کے لئے آمادہ ہے۔ اور ایسے قانون کو ہرگز برا نہ سمجھے گی۔ جس کے ذریعہ اس کا صد ہا سالہ حق اور عمل ترک کرا دیا جائے۔ اگر یہ نہیں تو پھر غیر مسلم ارکان کونسل پنجاب کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کے ساتھ اتنی لاپرواہی کے ساتھ نہیں کھیلنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کو اتنا بے حس نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے خاص حقوق میں دست اندازی ہوتی دیکھ کر بھی خاموش بیٹھے رہیں گے۔

ڈاکٹر نورنگ صاحب نے شراب کی ممانعت کی مخالفت کرتے ہوئے تیسری دلیل جو پیش کی ہے۔ وہ بھی ذبیحہ گائے کے متعلق قرارداد کے خلاف اسی طرح اثر انداز ہے۔ جس طرح ان کی پہلی دو دلیلیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا:۔

"ہزارہا آدمی آبکاری کے کارخانوں میں مزدوری کر کے اپنی روزی کما رہے ہیں۔ وہ کیا کریں گے۔"

ہم کہتے ہیں۔ وہ ہزارہا آدمی جو ان مواشی کا گوشت اور چمڑا فروخت کر کے اپنی روزی کما رہے ہیں۔ جن کے ذبح کرنے کے خلاف ریزولیوشن پیش کیا گیا ہے۔ وہ کیا کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ لاکھوں انسان کیا کریں گے۔ جو گراں اور خوب بکرے کا گوشت استعمال کرنے کی مقدرت نہ رکھتے ہوئے ان مواشی کے گوشت پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ جن کی ممانعت کی تجویز کی جا رہی ہے۔

ان حالات میں یہ کہنا قطعاً بے جا نہ ہو گا۔ کہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں گائے وغیرہ کے ذبح کرنے کے خلاف جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ اور جس پر بلا توقف عمل کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے وہ اسی جذبہ کا نتیجہ ہے۔ جو ہندوؤں میں گائے کی تقدیس کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اور وہ اسی کی بناء پر مسلمانوں کو اپنے ایک خاص حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

فی الحال یہ تجویز سردار جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت کے اس ہمدردانہ ریمارک کے ساتھ کہ

"میں تیس سال سے یہ تجربہ کر رہا ہوں۔ اگر گئو رکھشا کی جائے تو واقعی اچھے بیل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور زراعت میں ترقی ہو سکتی ہے۔ جس سے ملک کو فائدہ ہو گا۔"

یہ کہتے ہوئے واپس لے لی گئی ہے کہ:۔

"میں بحیثیت وزیر زراعت اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ محرک صاحب قرارداد واپس لے لیں تاکہ خواہ مخواہ ہندو اور مسلمان کا سوال پیدا نہ ہو۔"

اس سے ہندوؤں کی تگ و دو کو اس بارے میں ختم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ نیز وزیر صاحب زراعت کو بھی اپنے غور کے نتیجہ میں کوئی ایسا قدم نہ اٹھانا چاہیئے جو ہندو مسلمانوں کے سوال کو جو بدقسمتی سے پہلے ہی پنجاب میں بہت زوروں پر ہے۔ اور تقویت پہنچے۔

دراصل اس معاملہ کا فیصلہ جیسا کہ ایک مسلمان ممبر کونسل نے کہا بھی ہے۔ کونسل کے اندر نہیں بلکہ کونسل کے باہر ہونا چاہیئے۔ اور ہندوؤں کو عام مسلمانوں سے اس بارے میں سمجھوتہ کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق دیگر مسلمانوں کی رائے کو ہم انہی پر چھوڑتے ہوئے

جماعت احمدیہ کے متعلق جس کی تعداد صوبہ پنجاب میں خدا کے فضل سے کافی ہے۔ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم اس بارے میں ہندوؤں سے بڑی خوشی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہیں جو انہی شرائط پر ہوگا۔ جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنی آخری تصنیف "پیغام صلح" میں نہایت منصفانہ طور پر تحریر فرما چکے ہیں۔ اور جن کا لب لباب یہ ہے کہ جس طرح ہم ہندوؤں کے رشیوں کو راستباز اور سچے سمجھتے ہیں اسی طرح ہندو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور راستباز یقین کریں۔

یہ بات طرفین کے لئے مساوی ہو۔ لیکن ہم مزید برآں یہ بھی کرینگے کہ ہندوؤں کی خاطر گائے ذبح کرنا یا اس کا گوشت کھانا ترک کر دینگے۔ کیا گائے کے حامی ہندو صاحبان اس سمجھوتہ کے لئے تیار ہونگے۔ اگر تجربتاً ہی اسے اختیار کیا جائے۔ تو بھی ہندوؤں کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ ایک خاص جماعت کے لوگوں کو گائے ذبح کرنے سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائینگے۔

## ہندوؤں میں چھوت چھات

ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ جو ہندو دھرم میں کاٹ چھانٹ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ یا جو سیاسی اغراض کے ماتحت ان اقوام کو جن کے ساتھ آج تک وہ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے آئے ہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں۔ یہ کہدیں۔ کہ چھوت چھات ہندو دھرم میں نہیں پائی جاتی۔ اور جو کچھ پائی جاتی ہے۔ اس سے بڑھکر اسلام میں حکم موجود ہے۔ تو اور بات ہے۔ لیکن اصل حقیقت اخبار "آریہ ویر" راولپنڈی (یکم مارچ) کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:-

"پورانک تہذیب کا ایک بڑا اصول چھوت چھات ہے۔ برہمن راجپوت سے چھوت چھات کرتا ہے۔ تو راجپوت ویش کو نگاہ نفرت سے دیکھتا ہے۔ اور اچھوتوں سے سب پرہیز کرتے ہیں۔ جس قوم کی مختلف جماعتوں کا رہن سہن جدا۔ کھان پان جدا۔ رسم ورواج جدا ہو اس قوم میں سنگٹھن کی امید کون کر سکتا ہے۔ جس قوم کی مختلف جماعتوں میں شادی نہ ہوتی ہو۔ جن کا سنسکار جدا ہوتا ہو۔ جن کی شادی و مرگ کی رسوم مختلف ہوں۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ ایسی جماعتوں میں پریم ممکن ہے۔"

"یہ اچھوتوں کی خواہش ہے۔ کہ ہندو سوشل زندگی میں ان کے پیدائشی حقوق کو تسلیم کیا جائے۔ مگر پورانک بھائی اچھوتوں کے اس پیدائشی حق کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور حیوانوں سے بدتر ان سے سلوک کیا جاتا ہے۔ وید پڑھنے کا انہیں ادھیکار نہیں۔ ہندو مندروں میں اچھوت داخل نہیں ہو سکتے۔ جن سڑکوں پر مسلمان اور عیسائی چل سکتے ہیں۔ ہندو ان سڑکوں کے نزدیک اچھوتوں کو آنے نہیں دیتے۔ جن کنوؤں سے مسلمان پانی بھر سکتے ہیں۔ وہاں ہندو بھائی ہندو اچھوت نہیں بھر سکتے۔"

یہ ہے وہ سلوک جو ہندو صاحبان اپنے دھرم کے احکام کے ماتحت ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ جنہیں وہ ہندو قرار دیتے ہیں۔ کیا ان حالات میں جبکہ ان لوگوں میں جنہیں ہندو اچھوت کہتے ہیں۔ اپنے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا دیکھ کر اس کے خلاف جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ بھی انسانی حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ دعوت اسلام دینا بہت آسان اور نتیجہ خیز بات نہیں ہے۔ اس موقعہ پر اگر انہیں اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں بلحاظ انسانیت سب کے حقوق مساوی ہیں تو وہ ضرور اسلام کی طرف متوجہ ہونگے۔

## ایک شیعہ مبلغ اور احمدیہ مشن لنڈن

ایک شیعہ صاحب جن کا نام باقر علی نجفی ہے۔ لنڈن سے ہندوستانی اخبارات کو مضمون بھیجا کرتے تھے۔ جن میں تبلیغ کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ اب انہوں نے ہندوستان میں آکر شیعہ اخبار سرفراز (۲۵؍ فروری) میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں اپنے "بعض مخلص احباب" کے اس سوال کا کہ "یورپ میں قادیانی مشن کی طرف سے تبلیغ کرتا ہوں۔ اور اس سے مالی مدد حاصل کرتا ہوں" یہ جواب دیا ہے:-

"یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے نہ میں یورپ گیا۔ اور نہ وہاں پہنچنے کے بعد قادیانیوں کی طرف سے تبلیغ کرتا ہوں۔ اور نہ کوئی قادیانی صاحب مجھ کو کسی قسم کی مالی مدد دیتے ہیں۔ اور نہ دینے کا وعدہ ہے۔ البتہ دونوں قادیانی مشن مقیم لنڈن سے نہایت اتحاد عمل کے ساتھ تبلیغ اسلام کرتا ہوں۔ اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہر ایک فرد اسلام سے خواہ وہ کسی فرقہ یا اعتقاد کا ہو۔ پوری طرح اتحاد رکھتا ہوں۔"

سمجھ میں نہیں آتا۔ ان صاحب کے متعلق کیونکر خیال کر لیا گیا کہ وہ "قادیانی مشن" کی طرف سے تبلیغ کرتے۔ اور مالی مدد حاصل کرتے ہیں۔ "قادیانی مشن" نہ تو اس قدر مالدار ہے کہ کسی کو خفیہ مالی امداد دے سکے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس بات کا محتاج ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو اپنا مبلغ بنائے جو احمدیہ عقائد کا پابند نہ ہو۔ اور جبکہ آج تک کبھی ہندوستان میں ایسا نہیں ہوا۔ تو ولایت میں اس کی کیا خاص ضرورت پیش آسکتی تھی۔ پس اس بارے میں نجفی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور اس سے ان کے مخلص احباب کی تسلی ہو جانی چاہیئے۔

نجفی صاحب نے احمدیہ مشن کے متعلق اپنے جس رویہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ بہت قابل تعریف ہے۔ اشاعت اسلام کے سوال کا جہاں تک غیر مذاہب کے لوگوں سے تعلق ہے۔ وہاں ہر مسلمان کہلانیوالے کو ضرور اتحاد عمل کا ثبوت دینا چاہیئے۔ کاش! یہ جذبہ اور احساس ہندوستان کے ان مولویوں میں بھی پیدا ہو۔ جو خود تو غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کے متعلق کچھ نہیں کر رہے۔ مگر جماعت احمدیہ کے جو مبلغ یہ کام کر رہے ہیں ان کے راستے میں روکاوٹیں پیدا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

## اخبار فاروق کا خاص نمبر

۸ مارچ کو ہمعصر اخبار فاروق کا وہ خاص نمبر شائع ہو گیا۔ جو پنڈت لیکھرام صاحب مقتول کے متعلق اس تاریخ شائع ہونا تھا بلحاظ اس کے کہ فاروق کی یہ پہلی کوشش ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ بہت تنگ وقت میں اس کی تیاری شروع کی گئی۔ پرچہ خاص تعریف کے قابل ہے۔ مضامین محققانہ۔ مؤثر اور نتیجہ خیز ہیں۔ لکھائی چھپائی بھی مقامی حالات کے ماتحت اچھی ہے۔ اور کاغذ عمدہ لگایا گیا ہے۔ امید ہے احباب کرام اس خاص پرچہ کے مضامین کو دلچسپی سے پڑھینگے۔ اور خدا تعالےٰ کے ایک جلالی نشان کی عظمت اور ہیبت محسوس کرینگے۔

افسوس اس بات کا ہے۔ کہ سلسلہ کے پرانے اور مشہور اہل قلم اصحاب میں سے کسی کا مضمون اس پرچہ میں نہیں ہے یہ بات ایک ایسی جماعت کے لئے جو "سلطان القلم" کی جماعت ہو۔ بہت ہی قابل رنج ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق نے مضمون کے لئے مختلف احباب کرام سے درخواست کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہیں اس پرچہ کے لئے خود ایک بہت طویل مضمون لکھنا پڑا۔ جو اگرچہ بہت دلچسپ اور ضروری معلومات سے پُر ہے لیکن پرچہ کو اور زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے چھوٹے چھوٹے اور مختلف اہل قلم کے مضامین کی ضرورت تھی۔

ایک بات جو اس پرچہ میں قابل افسوس نظر آئی۔ وہ اس کے صفحہ اول کی نظم ہے۔ جو ایک ایسے شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کا اب صرف جماعت احمدیہ سے بوجہ غداری تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ بلکہ سلسلہ کے بدترین مخالفوں میں سے ہے۔ اس صفحہ کو کسی اور بہترین طریق سے استعمال کرنا چاہیئے تھا۔

بہرحال جناب میر صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے اور اگر احباب نے ان کی ہمت افزائی کی۔ تو امید ہے۔ آئندہ انشاء اللہ اس قسم کے خاص نمبروں کو وہ زیادہ شان کے ساتھ شائع کر سکیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## غوامض علم النفس کی تشریح

## انسانی خصائل ثلاثہ کا برمحل استعمال،

### از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

### فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر تین خصلتیں پیدا کی ہیں۔ اور یہ تینوں خصلتیں ہر انسان کے اندر تھوڑی بہت ہوتی ہیں۔ کسی میں یہ خصلتیں بہت زیادہ طور پر ظاہر ہوتی ہیں اور کسی میں کم۔ مگر کچھ نہ کچھ حصہ ان کا ہر شخص میں پایا جاتا ہے گو یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کسی وقت کوئی خصلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کسی وقت کوئی۔ بعض وقت تینوں ظاہر ہوتی ہیں۔ بہرحال تمام انسانوں میں یہ تینوں خصلتیں پائی جاتی ہیں۔

**پہلی خصلت انانیت ہے** ان میں سے پہلی خصلت جو رحمانیت کے ماتحت ہے۔ وہ انانیت کی خصلت ہے۔ انسانوں کے اندر یہ مادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنی شخصیت کو قائم رکھنا چاہیئے۔ اور یہ مادہ رحمانیت کے ظہور کے ساتھ ان میں پیدا ہوتا ہے۔

**رؤسا و امراء کے بچے** دیکھ لو۔ امراء اور رؤساء کے بچے جن کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں بغیر وجہ اور بلا سبب کیا جاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی خوبی پائی جائے۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی عمدہ بات ہو۔ بغیر اس کے کہ ان میں کوئی اچھی بات ہو۔ ان کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ وہ جب بڑے ہوتے ہیں۔ تو اس وقت بھی بلا وجہ یہ کہتے ہیں۔ ہم ایسے ہیں۔ ویسے ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ہمارا ادب و احترام کریں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اس بات کے عادی ہو گئے ہوتے ہیں۔ کہ لوگ ان کا ادب و احترام کریں۔ چونکہ بچپن میں بلا وجہ ان کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے بڑے ہو کر بھی بلا وجہ ہی چاہتے ہیں۔ کہ لوگ ان کا ادب و احترام کریں۔

**بغیر وجہ احترام چاہنا** اس میں وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ کیوں لوگ ہمارا ادب و احترام کریں۔ آیا ہمارا کوئی احسان ان پر ہے یا تمدنی طور پر کوئی غلبہ ان پر دیا گیا ہے۔ یا ان کو ہم سے کوئی آئندہ فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔ یا کوئی ذاتی کمال ہم میں ہے۔ آخر کیا سبب ہے۔ کہ لوگ قدر کریں۔ دنیا میں ہزاروں انسان ایک دوسرے کے سامنے سے گذر جاتے ہیں۔ اور ان میں سے سارے ہی سب کا ادب و احترام نہیں کرتے۔ لیکن وہ کوئی گلہ بھی نہیں کرتے۔ کہ کیوں ہمارا ادب و احترام نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ ادب و احترام کے لئے کچھ تعلق ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ لوگ جن کو ادب و احترام کرانے کی عادت ہو۔ خواہ مخواہ لوگوں سے لڑتے ہیں۔ کہ ہمارا ادب کیوں نہیں کرتے۔

**ایک سیدانی کا قصہ** ایک دفعہ ایک سیدانی فقیرنی ہمارے گھر میں آئی۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ وہ آکر چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی۔ میں آل رسول ہوں۔ مجھے کچھ دو۔ حضرت صاحب نے بھی کچھ دیا۔ اور گھر کے لوگوں نے بھی دیا۔ پھر اس نے پانی مانگا۔ مگر جب ایک عورت نے اسے پانی دیا۔ تو سخت ناراض ہو کر کہنے لگی۔ امتیوں کے گلاس میں مجھے پانی دیتی ہے۔ ہم سادات آل رسول (صلعم) ہیں۔ اوّل تو پانی پلانے کے لئے نیا گلاس چاہیئے تھا۔ اور اگر پرانے ہی میں پانی دینا تھا۔ تو پہلے اسے اچھی طرح مانجھنا تھا۔ اب وہ فقیرنی ہو کر آئی تھی۔ مگر باوجود اس کے اس میں وہ عادت موجود تھی۔ جو ناواجب ادب و احترام کراتے رہنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

**سادات کا فخر طفیلی ہے** اس میں کچھ شک نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے ہو۔ اسے اگر واقعی مدد کی ضرورت ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ اس کی مدد اور خدمت کریں۔ مگر بعض لوگ یوں ہی سادات کے اس ادب و احترام کو دیکھکر جو لوگ ان کا کرتے ہیں سید بن جاتے ہیں۔ اور پھر چاہتے ہیں۔ کہ ان کا بھی ادب و احترام کیا جائے۔ سادات کو جو فخر حاصل ہے۔ وہ طفیلی طور پر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہے۔ مگر باوجود اس کے ایک مدت تک ادب و احترام کئے جانے کا اثر ان میں اس حد تک ہوتا ہے۔ کہ حالات بدلنے اور خود کوئی خوبی نہ رکھنے کے بعد بھی ان میں یہ خواہش رہتی ہے۔ کہ لوگ ان کا ادب کریں۔ چنانچہ وہ فقیرنی جو سیدانی تھی۔ اس طفیلی فخر کی بناء پر اور اس لطف و کرم کی وجہ سے جو سادات پر خدا تعالےٰ نے اس رنگ میں بھی کیا۔ کہ لوگوں کو ان کے ادب و احترام کی طرف مائل کر دیا۔ سمجھتی تھی۔ کہ میں حق رکھتی ہوں۔ کہ میرا ادب و احترام کیا جائے۔ اور اسی عادت کی بنا پر اس نے یہ کہا۔ کہ آل رسول کو ہمیشہ نئے گلاس میں پانی پلانا چاہیئے۔ یا اگر امتیوں کے گلاس میں پلانا ہو۔ تو اسے اچھی طرح مانجھ لینا چاہیئے۔ تو انسان کے اندر سب سے پہلے جو خصلت پیدا ہوتی ہے۔ وہ انانیت کی ہے۔ وہ ان حالات کو دیکھتا ہے۔ جو اس کے ادب و احترام کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ رب السمٰوٰت والارض جو میری قدر کرتا ہے۔ تو لوگ کیوں نہ میری قدر کریں۔

**بچہ میں انانیت** دیکھو۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے انانیت کا یعنی اپنے وجود کا خیال اس میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ میں بھی کوئی وجود ہوں اور مجھے بھی اپنے وجود کے قائم رکھنے کے لئے کچھ چاہیئے۔ یہ بات وہ الفاظ میں نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ طبعی طور پر یہ حس اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں آکر آنکھ ہی کھولتا ہے۔ اور پیدا ہو کر پہلا ہی سانس لیتا ہے۔ کہ اس میں یہ انانیت پیدا ہو جاتی ہے پھر اسے سب اٹھائے پھرتے ہیں۔ اسے پیار کرتے ہیں۔ چومتے ہیں۔ اس کے آرام کو مدنظر رکھتے ہیں۔ غرض ہر طرح اس کی قدر کرتے ہیں۔ اور جونہی اس میں احساس بڑھتا ہے۔ وہ ان حالات کو محسوس کر کے سمجھتا ہے۔ کہ میں مرجع عالم ہوں۔ وہ لوگوں کو پیار کرتے دیکھتا ہے۔ تو چاہتا ہے۔ کہ ہر ایک مجھے پیار کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اسے اٹھائے پھرتے ہیں۔ تو اسے یہ عادت پڑ جاتی ہے۔ کہ لوگ اٹھائے پھریں۔ اور یہ سب کچھ اس انانیت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہوتی ہے۔

**رحمانیت خدا کا بلاواسطہ اور بالواسطہ ظہور** غرض انسان کی پیدائش سے پہلے بھی رحمانیت ہوتی ہے اور جب وہ مر جاتا ہے۔ تو اس کے بعد بھی۔ پس جو خصلت خدا کی سب سے پہلے انسان کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ رحمانیت ہی ہے۔ ایک انسان کے پیدا ہونے سے پیشتر اس نے کئی قسم کی چیزیں اپنی صفتِ رحمانیت سے پیدا کیں۔ مثلاً رحم مادر دیا۔ غذائیں دیں۔ پھر ماں کے پیٹ میں ہی اسے ناک۔ کان آنکھ، ہاتھ پاؤں تمام اعضاء دیئے۔ اور اور بھی ذریعے بہم پہنچائے۔ جن سے وہ وہاں زندہ رہ سکے۔ پھر پیدا ہونے سے پہلے دودھ پیدا کیا۔ غرض ایسی تمام چیزیں دیکر رحمانیت کی صفت کو بلاواسطہ ظاہر کیا۔ اور اب جب وہ پیدا ہو گیا۔ تو اسی اپنی رحمانیت کی صفت کو بالواسطہ ظاہر کرنا شروع کیا۔ اور انسانوں کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔ ان حالات کے ماتحت سب سے پہلے انانیت ہی انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور انانیت ہی کا سب سے پہلا درجہ بھی ہے۔

## صفت رحیمیت کا ظہور

جب ایک بچہ اس سے اور آگے قدم اٹھاتا ہے۔ تو دوسری صفت رحیمیت کی اسے ملتی ہے۔ اس کے ماتحت اسے کام کرنا پڑتا ہے اس صفت کے ماتحت اب بچہ کو بُرے کاموں سے بچنے اور اچھے کاموں کے کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ گویا اسے ایک طرح نیک و بد کی تمیز ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں پر بھی صفت رحیمیت کا غلبہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جن پر اس بچے کے لئے رحمانیت کا تسلط تھا۔ جونہی وہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہے۔ تو طریق سلوک بھی بدل جاتا ہے۔ پہلے اگر اسے گودیں اٹھائے پھرتے تھے۔ تو اب چاہتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں آپ چلے۔ پہلے اگر کسی ہلکی سی مشقت کا بھی اس کی ذات سے مطالبہ نہ کیا جاتا تھا۔ تو اب کسی حد تک اس کا تقاضا ہونے لگتا ہے۔ غرض اب وہی سلوک اس سے نہیں ہوتا۔ جو اس سے پہلے ہوتا تھا۔ کیونکہ رحیمیت کے ماتحت اب لوگ چاہتے ہیں۔ بلکہ ماں باپ بھی چاہتے ہیں۔ کہ پہلی حالت میں اور اس حالت میں فرق ہونا چاہیئے۔ اور اس زندگی میں اور اس زندگی میں امتیاز پیدا کرنا چاہیئے۔ اس وقت اگر یہ کچھ نہیں کہتا تھا۔ تو اب اسے کہنا چاہیئے۔ اسے اپنی حاجات بتانی چاہیئیں۔ وہ منتظر ہوتے ہیں۔ کہ بچہ خود کہے بھوک لگی ہے۔ تو رحمانیت کے بعد دوسرا درجہ رحیمیت کا ہوتا ہے۔ اور رحیمیت کے ماتحت بدلے ملتے ہیں ۔

## صفت مالک یوم الدین کا ظہور

اس کے بعد ایک اور خصلت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ وہ مالک یوم الدین کی صفت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس صفت کے ماتحت بتایا ہے۔ کہ اس مقام پر بحیثیت مجموعی جزا ملتی ہے۔ اس وقت فرد فردیت سے نکل کر جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجموعی حیثیت سے اس کے ساتھ سلوک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ دیکھتا ہے۔ کہ قوم کیا کرتی ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ قوم کی بہتری کے ساتھ اس کی بہتری وابستہ ہے۔ کیونکہ اسے محسوس ہوتا ہے۔ کہ میں قوم سے الگ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے کیا قوم اگر تباہ ہوتی ہے۔ تو ہو میں اپنے آپ کو بچاؤں۔ کیونکہ وہ قوم سے علیحدہ رہ کر اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا ۔

## سیاست مدن بلوغت کے بعد

یہ بات بلوغت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ بلوغت کے بعد ایک شخص اکیلا نہیں ہوتا۔ بلکہ قوم کا فرد ہوتا ہے۔ اور اس حد پر پہنچکر اسے جن حالات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ان کا بیشتر حصہ وہ ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے جب تک دوسرے نہ ہوں۔ تب تک وہ کام ہو نہیں سکتا۔ اور جب وہ نہیں ہو سکتا۔ تو اس کی اپنی تکمیل بھی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بلوغت کے بعد ہی شرائع بھی فرض ہوتی ہیں۔

## احکام شریعت میں تمدن

تمام اخلاق اور بہت سے دوسرے اعمال ایسے ہی ہیں۔ کہ ان کے لئے کوئی دوسرا وجود ہونا چاہیئے۔ چنانچہ کوئی اچھا اخلاق انسان دکھا نہیں سکتا۔ جب تک اسکے دوسروں کے ساتھ تعلقات نہ ہوں۔ اور دوسروں کے ساتھ تعلقات ہو نہیں سکتے۔ جب تک دوسرے نہ ہوں۔ پس اخلاق دکھانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دوسرے ہوں اور دوسروں کے ساتھ اس کے تعلقات ہوں۔ کیونکہ جب تک یہ نہ ہوں۔ تب تک کوئی شخص کسی قسم کا اخلاق نہیں دکھا سکتا۔ اسی طرح اگر وہ الگ رہے۔ تو نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ کس طرح ادا کرے گا۔ نماز کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ باجماعت ادا ہو۔ پھر اگر غربا اور مساکین نہ ہوں۔ تو زکوٰۃ کن کو دے گا۔ پس تقریباً تمام احکام شریعت تمدن کو چاہتے ہیں۔ اور ان کو وہ محسوس کرتا ہے ۔

## قیام تمدن کی کوشش

جب تمدن کا احساس انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ تو اس موقعہ پر وہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے۔ اور قربانی کرتا اور ایثار سے کام لیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ کونسی بات بہتر اور کونسی بات مضر ہے۔ پھر جو اسے بہتر نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق دیکھتا ہے۔ کیا اس سے قوم میں تفرقہ تو نہیں پڑتا۔ اور اگر اسے تفرقہ پڑتا ہوا نظر آئے۔ تو باوجود اس کے کہ وہ بات اس کی اپنی ذات کے لئے مفید ہو۔ وہ اسے قوم کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہی پسند کرتا ہے۔ کہ اپنا نفع تو چھوڑ دوں۔ لیکن قوم کا نقصان نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس میں قوم کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ قومی مفاد کی خاطر خلت کے واسطے اور اس کے ساتھ اتفاق کے لئے اسے چھوڑ دے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمدن قائم رہے گا۔ یہ مالک یوم الدین کے ماتحت ہوتا ہے۔ پھر یہی حالت انفرادی نقصان کے ساتھ ہے۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ انفرادی طور پر تو بیشک مجھے اس سے نقصان ہے۔ لیکن میرے اس نقصان سے جماعت کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے نقصان پر جماعت کے فائدے کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ میرا نقصان ہوتا ہے۔ مجھے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ اور اگر کوئی اسے کہتا بھی ہے تو وہ کہتا ہے۔ میں مجبور ہوں۔ میری قوم کہتی ہے۔ کہ ایسا کرو یا ایسا نہ کرو۔ اور میری قومی حیثیت تقاضا کرتی ہے۔ کہ میں اس کے فائدہ کو ہر وقت مدنظر رکھوں ۔

## سبقت لے جانا

یہ تین صفات ہیں۔ جو انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے جو انانیت کی صفت ہے۔ بیشک یہ صفت یہ تقاضا تو کرتی ہے۔ کہ انسان اپنے وجود کو علیحدہ اور نمایاں طور پر دکھلائے۔ لیکن قوم سے کٹ کر نہیں۔ بلکہ قوم کے ساتھ منضبط رہ کر۔ بیشک یہ صفت ایک رنگ میں ایک حد تک غیر محدود بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اپنی ذات میں محدود بھی ہے۔ اور ایک انسان کو مجبور کرتی ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور الگ دکھلائے لیکن قوم کے ساتھ رہ کر۔ قرآن شریف میں مومن کے متعلق آیا ہے۔ کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ گویا مومن کے لئے یہ بھی ایک شرط ہے۔ کہ وہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ پس جو مومن ہوتے ہیں۔ وہ سباق کرتے ہیں۔ مگر سباق کرنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ دوسرے کو لتاڑ کر اور پچھاڑ کر آگے بڑھے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ بڑھائے۔ اور جو جس حال میں ہے۔ آگے بڑھتا جائے۔ اس کے معنے یہ ہونگے کہ سارے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ ایک مومن کی شان یہی ہے۔ کہ وہ ساری قوم کو بھی آگے بڑھائے۔ اور خود بھی آگے بڑھے۔ ہماری جماعت کے افراد کو بھی چاہیئے۔ کہ اس قسم کا سباق کریں۔ کیونکہ اگر کسی جماعت کے بعض افراد خود سباق تو کریں۔ مگر دوسروں کو گرا کر۔ تو وہ درحقیقت سباق نہیں کرتے بلکہ قوم کو تباہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کو اپنا ذاتی فائدہ منظور ہوتا ہے۔ جو قومی فوائد کے منافی ہوتا ہے۔ پھر اگر کوئی امر کسی قوم کے فوائد کے منافی ہوتا ہے۔ تو اس سے نہ صرف وہ قوم ہی متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ خود وہ شخص بھی اس سے متاثر ہوتا ہے۔ جس نے ناواجب سباق کے ذریعے ایک ایسا امر کیا ہو۔ جو جماعتی اور قومی فوائد کے مخالف ہو۔ کیونکہ قوم افراد کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ اور وہ شخص بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے ۔

## صدقہ کا بدل

ایک دفعہ بعض وہ صحابی جو غریب تھے۔ اور صدقہ و خیرات کی مقدرت نہ رکھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے بھائی جو امیر ہیں۔ اور دولت رکھتے ہیں۔ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتایا جائے کہ نیکی کرنے اور ثواب پانے میں ہم ان سے بڑھ جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار تسبیح ۱ اور چونتیس بار تکبیر پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے

---

ہر نماز تسبیح اور تکبیر یہ ہیں۔ سبحان اللہ ۳۳ بار۔ الحمد للہ ۳۳ بار۔ اللہ اکبر

ایسا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جب اُمراء کو اس کا پتہ لگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ بات بتائی ہے تو انہوں نے بھی یہی تسبیحیں اور تکبیر پڑھنی شروع کر دی۔ اس پر غریب اصحاب نے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ حضور! اُمراء بھی یہ تسبیحیں پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور اس طرح وہ پھر ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ جسے خدا نیکی دے۔ میں اسے کیسے روکوں اس میں سباق بالخیر کا ایک عمدہ سبق ہے۔ غریب صحابہ نے یہ نہیں چاہا۔ کہ ان کا مال و دولت جس کی وجہ سے یہ ہم سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ جاتا رہے۔ بلکہ یہ چاہا۔ کہ ان کو مال و دولت بھی نہ رہے۔ اور ہمیں بھی کوئی ایسا طریق معلوم ہو جائے۔ کہ ہم ان سے بڑھ سکیں۔ اسی طرح اُمراء صحابہ نے بھی یہ نہیں کیا۔ کہ ان غرباء کو اس طریق سے محروم کر دینے کا خیال کیا ہو۔ بلکہ یہ کیا کہ سباق بالخیر کے ماتحت اس کام کو اختیار کر کے اور بھی ان سے آگے بڑھ گئے۔

## انانیت اور جباریت میں مابہ الامتیاز

تو یہ جو انانیت ہے۔ یہ شرطی طور پر اچھی چیز ہے۔ یہ نہ ہو۔ تو افراد قائم نہیں رہ سکتے اور اگر افراد قائم اور مضبوط نہ ہوں۔ تو قوم قائم اور مضبوط نہ ہوگی۔ پس صحیح انانیت یہ ہے۔ کہ دوسروں کو انسان دبائے بھی نہیں۔ ان کے حقوق بھی ضائع نہ کرے۔ اور آگے بھی بڑھے۔ اور آگے بڑھنے میں یہ بات مد نظر ہو۔ کہ دوسرے بھی ساتھ ساتھ بڑھیں۔ لیکن اگر یہ نہ کیا جائے یعنی دوسروں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور ان کو دبا کر آگے بڑھا جائے۔ تو یہ انانیت نہیں۔ یہ جباریت ہے۔ اور یہ منع ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ پس آگے بڑھتے ہوئے یہ دیکھتے رہنا چاہیئے۔ کہ انانیت بدل کر کہیں جباریت تو نہیں بن گئی۔

## رحیمیت

دوسری صفت رحیمیت ہے۔ اس کے ماتحت انسان میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ میں اچھے کام کروں۔ اور بُرے کاموں سے بچوں۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس سے امتیاز بین الحق والباطل پیدا ہو۔ اور امتیاز بین الحق والباطل کی پیدائش کے لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔ یہ امتیاز بغیر کسی شرط کے ہوتا ہے اس کے ماتحت انسان میں یہ مادہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر اس چیز کو اختیار کرے۔ جو حق ہے۔ خدا کا قرب حاصل کرانے والی ہے۔ ترقی دیتی ہے۔ اور ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو باطل ہے۔ خدا تعالیٰ سے دور کر دینے والی ہے۔ اور بجائے ترقی کے تنزل کی طرف لیجانیوالی اور مضر ہے۔

## رحیمیت کی حد بندی

رحیمیت کی شرط تو کوئی نہیں۔ مگر اس کی کچھ حد بندی ضرور ہے اور وہ اگلے حصے کے ماتحت ہے۔ جو مالک یوم الدین کا ہے۔ اس میں جب ایک شخص پہنچتا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ قربانی کرے۔ یعنی جب ملکر کسی کام کرنے کا حکم دیا جائے۔ تو پھر اپنے نفع و نقصان کو چھوڑ کر کرے۔ اسے اکیلے طور پر وہی کام کرنے میں خواہ کس قدر سہولت اور آرام ہو۔ اور ملکر کرنے میں خواہ کس قدر ہی نقصان اور تکلیف ہو مگر جب وہ مالک یوم الدین کے ماتحت آجائے۔ اور اسے ملکر کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ملکر کرے۔

## امام اور مقتدی

مثال کے طور پر نماز ہی کے معاملے کو لے لو۔ نماز ملکر پڑھنے کا حکم ہے یعنے یہ کہ اکٹھے ہو کر باجماعت پڑھو۔ اب اگر امام کو آنے میں دیر ہو جائے۔ اور کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ لے۔ تو یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ شریعت نے ہر نماز کے لئے وقت کا جو اندازہ مقرر کیا ہے۔ کہ فلاں وقت سے لیکر فلاں وقت تک نماز ہو سکتی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اگر تھوڑی دیر آگا پیچھا ہو جائے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ مد نظر نہ ہوتا۔ تو شریعت میں خاص وقت مقرر کر دیا۔ کہ عین فلاں وقت پر فلاں نماز ادا کرو۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

## تمدن کے سبب تعریفوں میں تبدیلی

جس طرح رحمانیت کے آخر میں رحیمیت کی ابتدا نے شروع ہو کر ایک ہلکا سا فرق رحمانیت کی تعریفوں میں پیدا کر دیا۔ اسی طرح رحیمیت کے آخر میں مالک یوم الدین نے شامل ہو کر رحیمیت کی تعریفوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ چونکہ اس کے ساتھ ساتھ تمدن کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تمدن کے لحاظ سے تعریفوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نہ صرف انسان ہی کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ تمدن کو مد نظر رکھے۔ بلکہ احکام شریعت بھی یہاں سے اسی قسم کے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔

## اقتدائے امام ناگزیر ہے

نماز کی فلاسفی کا ایک پہلو قیام تمدن بھی ہے۔ لوگ اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ تو یہ ان کو شریعت کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ کہ باجماعت نماز پڑھو۔ مگر ملکر کوئی کام کرنا تمدن کی ایک فرع بھی ہے۔ اور جب نماز ملکر باجماعت پڑھی گئی۔ تو تمدن کی اس فرع پر عمل کیا گیا۔ پھر رکوع و سجود وغیرہ ہے یہ بھی سراسر امام کی متابعت ہے۔ عام اس سے کہ مقتدی کی منشاء ہو یا نہ ہو۔ کہ وہ اسوقت رکوع یا سجود میں جائے جس وقت کہ امام جاتا ہے۔ اسے اس کی اقتدار کرنی پڑتی ہے اور بغیر پوری اقتدا کرنے کے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ کسی امام کی متابعت کرنا بالکل ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ کسی سردار قوم کی اطاعت کرنا اور سردار قوم کی اطاعت کرنا یہ بھی تمدن ہی ہے۔ کیونکہ جب تک قوم کسی سردار کی اطاعت نہ کرے۔ تمدن قائم نہیں رہ سکتی۔ غرض ملکر کام کرنا اور کسی امام کی متابعت کرنا تمدن ہے۔ اور شریعت نے اس وقت کے لئے جو احکام رکھے ہیں۔ اور جو اس وقت کے بعد انسان کو پورے کرنے پڑتے ہیں۔ وہ تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چونکہ تمدن کا قائم رکھنا ہر قوم کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے جو شرعی حکم اس وقت کے لئے رکھے گئے ہیں۔ وہ تمدن کو بھی مد نظر رکھکر رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اسکے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں۔ تو پوری اقتدا نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ امام اگر سجدہ سے سر اُٹھاتا ہے۔ تو وہ سجدے میں پڑے رہتے ہیں۔ اور جب امام دوسرے سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہتا ہے۔ تو وہ پہلے سجدہ سے سر اُٹھاتے ہیں۔ ایسے سجدے سجدے نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ امام کی اقتدا میں نہیں ہوتے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہونگے۔ امام تو ایک منٹ سجدہ کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ ہم دو منٹ سجدہ کرینگے تو زیادہ ثواب ملیگا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ ایسے موقعہ پر امام کی اقتدا میں ہی ثواب اور نیکی ہے۔ اور سجدہ وہی ہے۔ جو امام کے ماتحت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ امام کے پیچھے بیٹھے رہتے ہیں۔ یا امام سے آگے چلے جاتے ہیں۔ ان کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دیا جائے گا۔ پس اس سے بچنا چاہیئے۔ نادان اسے نیکی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نیکی نہیں ہے۔ نیکی اسی میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت امام کی پوری پوری اقتدا کی جائے۔

## تیسری صفت کی تشریح

تیسری صفت مالک یوم الدین کی ہے۔ اور یہ صفت تمدنی طور پر قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملا دینا ہے۔ بعض لوگ قوم کے ساتھ اپنے آپ کو ملاتے تو ہیں۔ لیکن ان سے غلطی یہ ہو جاتی ہے۔ کہ اتنے نقال ہوتے ہیں کہ اپنی انانیت کو ہی مٹا دیتے ہیں۔ اور یہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔ کیونکہ گو کوئی شخص قوم میں داخل ہوتے وقت اپنے وجود کو مٹا ڈالے۔ تو وہ صرف نقال رہ جاتا ہے۔ اور صرف نقال رہ جانا کوئی خوبی نہیں ہے۔ اسکی مثال آج کل کے مسلمان ہیں کہ در حقیقت اسلام کی کوئی بات ان میں نہیں۔ لیکن ان کے باپ دادے چونکہ مسلمان تھے۔ اور ان میں اسلام کی خوبیاں تھیں۔ اس لئے یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ اگر کچھ ہیں تو صرف باپ دادوں کے اظلال اور ایسی تصویریں ہیں۔ جو اپنی ذات میں کوئی شے نہیں کیونکہ اس لئے

ٹھہر میں آیا کہ انانیت کے ساتھ انہوں نے دوسری خوبیوں کو بھی مٹا دیا ہیں۔ سب سے پہلی بات جو انسان کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہی ہے کہ انانیت کو قائم رکھے۔ اور ایسے طریق پر قائم رکھے کہ جباریت کا رنگ نہ اختیار کرے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ ان تینوں صفات کو قائم رکھے یعنی اس میں انانیت بھی ہو۔ اچھے بُرے میں تمیز بھی ہو۔ اور اندھا دھند نقل بھی نہ کی جائے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسے رنگ میں قوم کے ساتھ ملائے۔ کہ قوم کے ساتھ ملا بھی رہے۔ اور اس کا اپنا جوہر بھی الگ نظر آئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ بالکل سست ہو کر بیٹھے بیٹھ جاتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی بات ہو۔ وہ پیچھے ہٹے۔ پیچھے ہٹے بیٹھنا انہوں نے اپنے لئے اور اپنے ارادے کو دبا کر ضائع کر دیتے ہیں ۔

## بینگن اور راجہ کا ایک مصاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے۔ تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ وہ جب دربار میں آیا۔ تو کہنے لگا۔ بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف کرنی شروع کر دی۔ کہ اور تو اور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھ رکھی ہو۔ بینگنوں لباس تو آسمان کی رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہے۔ اور طبعی طور پر جتنی اس کی خوبیاں تھیں۔ ساری کی ساری گن ڈالیں۔ یہ باتیں سنکر راجہ کو اور شوق پیدا ہوا۔ اور اس نے کچھ دن بینگن کھائے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حرارت پیدا کی۔ تو راجہ نے ایک دن کہا۔ بینگن بہت بُری شے ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی بُرائیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔ کہنے لگا شکل تو دیکھئے۔ کالا منہ نیلے پاؤں ہیں اس سے بھی زیادہ اور کیا اس کی بُرائی ہو سکتی ہے کہ اُلٹا لٹکا ہوا ہے جیسے کسی نے پھانسی پر لٹکایا ہو۔ چونکہ ہر شے کی کچھ خوبیاں اور کچھ بُرائیاں ہوتی ہیں۔ اس موقعہ پر اس مصاحب نے اس کی تمام وہ بُرائیاں جو طبعی طور پر تھیں۔ بیان کیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا یہ کیا؟ اس نے جواب دیا۔ میں راجہ کا نوکر ہوں نہ بینگن کا۔

## سست نہ بیٹھیئے

ایسے لوگ جو سست بیٹھنے ہوتے ہیں۔ جس مجلس میں جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ جماعت کے لوگوں سے ملتے ہیں۔ تو دینی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو جماعت کے افراد کرتے ہوتے ہیں۔ وعظ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ تبلیغ کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ معلم ہیں تو یہی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جب دوسروں میں جاتے ہیں۔ تو انہیں کے سے ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ بھائی کیا کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ان کے ساتھ دل سے مل جائیں۔ ایسے لوگوں کی روش وہی ہوتی ہے۔ جسے انگریزی میں (Herd Instinct) یعنی بھیڑ چال کہتے ہیں۔ بھیڑوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اپنی عقل اور ارادہ سے کام نہیں لیتیں۔ بلکہ جو ایک بھیڑ نے کیا۔ وہی باقی سب کرتی ہیں ۔

## بھیڑ چال کے متعلق قصہ

کہتے ہیں۔ ایک دفعہ بھیڑوں کے راستے میں رسی باندھ دی گئی۔ جب بھیڑیں وہاں پہنچیں۔ تو سب سے اگلی دو تین بھیڑیں اس پر سے کود کر گذریں ان کے بعد رسی کھینچ لی گئی۔ لیکن پھر بھی جو بھیڑ اس جگہ پہنچی۔ کود کر گذرتی۔ اس سے بھیڑ چال کی مثال مشہور ہو گئی۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو اپنی عقل اور ارادہ سے کام نہیں لیتے۔ ان کے کام بھیڑ چال سے بڑھکر نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ جس مجلس میں جاتے ہیں۔ اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اور جس رنگ کے لوگوں سے ملتے ہیں۔ ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ ان کی کوئی اپنی طاقت ہوتی ہے۔ نہ عقل۔ نہ ان میں ارادہ ہوتا ہے۔ نہ استقلال۔ ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ اس عادت سے بچے اور ان خصائل ثلاثہ کو اپنے اندر پیدا کرے۔ کیونکہ جب تینوں خصلتیں اکٹھی ہوں۔ تو انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

## انانیت کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیئے

ہاں یہ بھی نہ ہو۔ کہ انانیت اس حد تک بڑھ جائے۔ کہ ایک طرف جباریت کا رنگ اختیار کرے۔ اور دوسری طرف سرکشی کا۔ اور کسی کا کہنا ہی نہ مانے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ احمدیوں کی کوئی خاص علامت ہونی چاہیئے۔ جس سے لوگ انہیں پہچان لیں مثلاً سبز پگڑی ہو۔ اگر اس بات کو جاری کیا جائے۔ اور پھر کوئی کہے۔ کہ اگر میں سبز پگڑی نہ باندھوں۔ تو کیا حرج ہے تو یہ انانیت ٹھیک نہیں ہوگی۔ ایسا ہی ڈاڑھی منڈھانا ہے۔ اب اگر کسی شخص کو ہم یہ کہیں۔ کہ میاں ڈاڑھی منڈایا کرو۔ ڈاڑھی منڈانا اچھا نہیں۔ اور وہ کہے مجھے اس کے متعلق شریعت کا حکم دکھاؤ۔ تو اسے کہا جائے۔ فرض کرو۔ شریعت میں اس کے متعلق کوئی حکم نہیں۔ لیکن جب تمہاری قوم کا یہ ایک امتیازی نشان ہے۔ تو تمہیں ڈاڑھی رکھنی چاہیئے اس پر بھی اگر وہ نہ مانے۔ تو اس میں صحیح اور سچی انانیت نہیں بلکہ سرکشی ہوگی یا انانیت کا غلط استعمال ۔

## قوم کے کیرکٹر سے موافقت

بغیر کیرکٹر کے کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی۔ جتنی قومیں دنیا میں ہیں ان کے کیرکٹر ہوتے ہیں۔ اور کچھ امتیازی نشان ہوتے ہیں۔ جن سے ان کا پتہ لگتا ہے۔ اور وہ شناخت کی جاتی ہیں۔ اور افراد قوم کے لئے بہتر یہی ہوتا ہے کہ وہ ان کیرکٹروں۔ رنگوں اور نشانوں کی پابندی کریں۔ کیونکہ افراد اگر چاہتے ہیں کہ قوم قائم رہے۔ اور قومی روح اگر ان کے اندر ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ وہ قوم کے ساتھ ہر رنگ میں مشابہت پیدا کریں ۔

## قومی کاموں میں تمدن اور تشبّہ

جبکہ ان امور میں جن کا قوم کے ساتھ اتنا تعلق نہیں ہوتا۔ اور اپنی ذات میں بھی وہ بالکل چھوٹے اور معمولی ہوتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ جس سے تمدن قائم ہوتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان امور میں قوم کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کریں۔ جن کا قوم کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دیکھو اگر ایک خاوند اپنی بیوی سے کہے۔ میری چارپائی فلاں جگہ بچھانا۔ اور بیوی دوسری جگہ بچھا دے۔ تو خاوند یہ دیکھ کر لڑائی پر آمادہ نہیں ہو جائیگا۔ بلکہ بیوی کے کام سے اتفاق کر لیگا۔ ورنہ اگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھر میں لڑائی جھگڑا ہونے لگے۔ تو گذارہ کس طرح ہو سکے ۔

## کسی چیز کا برمحل استعمال

بے شک بہت سی چیزیں اپنی ذات میں مفید ہوتی ہیں۔ مگر وہ بعض مقام پر غیر مفید ہو جاتی ہیں۔ مثلاً لیٹنا ہے۔ یہ اچھا تو ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے لیٹنے میں آرام رکھا ہے۔ جب انسان تھک کر لیٹ جاتا ہے۔ تو اسے آرام پہنچتا ہے۔ اور تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مجلس میں آکر پاؤں پسار کر لیٹ جائے۔ تو ہم کہیں گے یہ بُرا کام ہے کیونکہ یہ لیٹنے کا مقام نہیں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ لیٹنا اچھا ہے اور اپنی ذات میں بہت مفید ہے۔ لیکن اس موقعہ پر اچھا نہیں اسی طرح جہاں نماز کے لئے جماعت ہوتی ہو۔ وہاں اگر کوئی شخص اپنی علیحدہ نماز پڑھے۔ تو وہ نماز اس موقعہ پر اچھی نہ ہوگی پس ہر کام کرتے وقت یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کام اپنی ذات میں کیسا ہے۔ اور پھر اس کے موقعہ اور مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر اپنی ذات میں اچھا ہے تو کیا موقعہ اور مقام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔

## تمدن پر انانیت غالب نہ ہو

تمدنی طور پر چھوٹی چھوٹی باتوں کا کرنا جن کا کہ اخلاق اور روحانیت کے ساتھ تعلق ہے۔ جب مفید ہوتا ہے۔ تو کیوں اس قسم کی بڑی بڑی باتوں میں قوم کے لئے قربانی کی جائے۔ ہاں تمدن پر انانیت کو غالب آنے دینا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیئے۔ جو قومی رنگ میں نقصان دہ ہو۔ پس ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ ہر اس بات کو چھوڑ دے۔ جو قوم کے لئے مفید نہ ہو۔ خواہ وہ اپنی ذات اور مقام کے لحاظ سے اسکے اپنے لئے بیحد ہی مفید ہو۔

## طریق وسطیٰ اختیار کرو

غرض یہ تینوں صفات جب اکٹھی ہوں تب انسان کامل ہوتا ہے۔ اسی کا نام صراط المستقیم ہے۔ وہ ان سب کے بین بین چلتا ہے اس راہ پر چلتے ہوئے جب ان شرائط کی پابندی بھی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور انسان مدارج ترقی پر چڑھنا شروع کر دیتا ہے لیکن اگر کوئی ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا تو پھر وہ ایسی انانیت کرتا ہی جو درست نہیں۔ اور جب وہ قوم کے ساتھ مل نہیں سکتا اور الگ رہ کر تباہی پیدا کرتا ہے۔ درست راستہ یہی ہے۔ کہ وسطی طریق اختیار کیا جائے۔

## دُعا

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم اس کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں ۔

# اقتباسات

## مسلمانان سیالکوٹ کے مذہبی ہنگامے

اخبار ہمدرد (۲۵ر فروری) کا نامہ نگار خصوصی سیالکوٹ سے لکھتا ہے۔ شریف علی اور سلطان ابن سعود کے باہمی ہنگاموں نے یہاں کے مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں کچھ رونق پیدا کر دی تھی۔ جو مختلف منازل طے کرتی ہوئی آخر نبہ پرستی پر پہنچ کر ختم ہو گئی۔ کئی دنوں تک بازاروں میں بے قاعدہ مباحثے ہوتے رہے۔ مسئلہ چونکہ اعتقادی تھا نتیجہ کچھ نہ نکلا ہاں حنفیوں نے وہابیوں کو اور وہابیوں نے حنفیوں کو خوب کوسا اور آخر دونو فریق بمصداق ؏

اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

تھک کر خاموش ہو رہے۔ مگر بعض بے چین طبیعتیں کب نچلی رہ سکتی تھیں یار لوگوں نے ایک نیا شاخسانہ کھڑا کر دیا۔ اور عرب کے ریگستانوں کی دشت پیمائیاں، قادیان کی دیواروں سے جا ٹکرائیں۔ احمدی اور غیر احمدی کے سوال نے کفر و اسلام کے دیرینہ جھگڑوں کو تازہ کر دیا۔ اور قبہ پرست مخلوق کے تماشہ بین علمبردار اپنی تمام مذہبی جانے والی ذہنیتوں کیساتھ خانۂ خدا پر پل پڑے۔ احمدیوں کو کافر ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ اور انہیں خانۂ خدا سے بیدخل کرنے کے لئے بمصداق

ٹاں نہ ماں میں تیرا مہمان ؏۔ ان کی مسجد میں زبردستی نماز پڑھنی شروع کر دی۔ نوبت عدالت تک پہنچی۔ اور مقدمہ کے فیصل ہونے تک حنفیوں کے نام امتناعی حکم جاری ہو گیا۔ کہ اپنی مسجدوں میں فریضۂ نماز ادا کریں چلو چھٹی ہوئی سنتے تھے کہ فساد ہو گا۔ مگر ؏

دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

انہدام قبہ جات اور شجر اسلام کی شاخ تراشی کے مشکوں کے صدقے میں کئی زبان دراز بزرگ محدث بن گئے۔ اور احادیث معتبر اور غیر معتبر کی تفسیر و تشریح میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ عدالت میں قانونی کتابوں کی بجائے مرزا صاحب مرحوم اور ان کے خلفاء کی تصنیفات کے حوالے دیئے گئے۔ اور احمدیوں کے لئے کفر کا فتویٰ غیر مسلم مجسٹریٹوں سے طلب کیا گیا۔ کئی دن کی متواتر تگ و دو کے بعد ہمارے بیسویں صدی کے محدث جہاں سے چلے تھے وہیں پہنچ گئے۔ مگر آفرین ہے ان کی ہمت پہ کہ ہار نہیں مانتے ؎

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ کچھ نہیں اور تو حسرت ہی سہی

## سوامی دیانند کی جنم بھومی کی حالت

ایک آریہ سماجی اخبار سوامی دیانند کی جنم بھومی ٹنکارہ ریاست موروی میں نہرشی کی جنم شتابدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ پہلے اس شہر کی آبادی چھ ہزار کی تھی۔ بڑی رونق تھی۔ مگر اب آبادی صرف تین ہزار رہ گئی ہے۔ ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سوامی جی کے اس جگہ جنم لینے کا پھل ہے۔ (گرو گھنٹال یکم مارچ)

## زمیندار کی ملکی و ملی خدمات جلیلہ

کچھ عرصہ سے زمیندار اور اس کے کارکنان کا غلط و گمراہ کن رویہ امت مسلمہ کے لئے جس نفاق و شقاق کا ذریعہ بنا ہوا ہے وہ دور حاضرہ کا ملعون ترین کارنامہ ہے۔

تقریباً دو سال سے اس اخبار نے جو روش اختیار کی ہے۔ اس پر نظر ڈالو تو معلوم ہو گا۔ کہ ایک خود غرض انسان اپنا اخبار چلانے یا اپنے ذاتی مسلک کو فروغ دینے کے لئے جب کذب آفرینیوں اور افترا پردازیوں کا بٹن دباتا ہے۔ تو ہندوستان کے کتنے مقامات ہیں۔ جہاں نفاق و شقاق۔ جنگ و جدال اور زد و کوب کی چنگاریاں اڑنے لگتی ہیں۔ اس اخبار کی بے اعتدالیوں سے مساجد شور و شغب کی آماجگاہ بنیں۔ مسلمانوں کے سر پھوٹے۔ کلمہ گو انسانوں کے خون بہے۔ خاندانوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ مشایخ کو گالیاں دی گئیں۔ علماء کرام کی پگڑیاں اچھالی گئیں۔ صوفیاء پر بہتان باندھے گئے۔ مقابر پر کدالیں ماری گئیں۔ قبروں پر پھاوڑے بجائے گئے۔ غرض جو کچھ اس پر آشوب و پُر مصائب دور میں نہ ہونا چاہیئے تھا۔ وہ سب کچھ مسلمانوں میں ہوا۔ اور جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا۔ کہ ان تمام فتنوں کا بانی زمیندار ہے۔ جس نے خلافت کمیٹی کے مسلک کی آڑ میں اپنی خود غرضی کی پیاس بجھانے کے لئے اہل حق کی حمایت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ اور ایک صحیح مسلک کا ساتھ دیا تھا۔ جو مرکزی جمعیتہ خلافت نے اکتوبر ۱۹۲۴ء میں طے کیا تھا۔ ورنہ اگر یہ اخبار اپنی اغراض کا بندہ اور اپنی ملعون گرم بازاری کا دیوانہ نہ تھا۔ تو اسے کیا کہا جائے کہ جس مؤتمر اسلامی اور جس جمہوریت حجاز کی وہ کل تک تائید کر رہا تھا۔ ابن سعود سے سرگوشیاں کرنے کے بعد آج اس کا سخت ترین مخالف ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مؤتمر اسلامی کی موافقت نہ حق پرستی کے لئے تھی۔ اور نہ اب اس کی مخالفت صداقت پژوہی کیلئے ہے۔ پہلے اغراض کا قبلہ مؤتمر اسلامی کی حمایت تھا۔ تو اس کی حمایت میں زمیندار کے صفحات سیاہ کر دیئے۔ اور اب وہ قبلہ مخالفت کی سمت میں بدل گیا۔ تو اب اسکی مخالفت میں اوراق سیاہ ہو رہے ہیں۔

احقر اڈیٹر الامان سے جناب ظفر علی خانصاحب کے ایک مخلص قدیم نے جو ان کی نفسیات کے ماہر ہیں کہا تھا۔ کہ اگر ان کے سامنے ایک مجمع موجود ہو اور کہا جائے کہ ان کے سامنے ایک چیز کی موافقت کرنے سے کچھ فائدہ ہو گا۔ تو موافقت میں زبردست تقریر کر دیں گے۔ اور اگر کہا جائے پشت کی طرف جو مجمع ہے۔ اسی امر کی مخالفت سے خوش ہو گا اور اس طرف سے موافقت میں نہیں۔ بلکہ مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ ہو گا۔ تو وہ اس جگہ کھڑے ہو کر مخالفت میں ایک ہنگامہ خیز تقریر فرما دیں گے۔ (الامان ۲۷ر فروری)

## مولانا محمد علی کے نام زمیندار کی کھلی چٹھی

۲۲ر فروری کے "ہمدرد" میں یہ اعلان نظر سے گذرا۔ کہ مولانا محمد عرفان اور مسٹر شعیب قریشی نے جو آپ کے قول کے مطابق ابھی حجاز سے واپس آئے ہیں "میرے مکتوب کے اس حصہ کو جو زمیندار کی ۱۸ و ۱۹ر فروری کی اشاعتوں میں بصورت مقالہ افتتاحیہ چھپا۔ دروغ آمیز اور گمراہ کن بیانات سے پُر اور حجاز کے سیاسی حالات کی بالکل غلط تصویر ظاہر کیا ہے۔ اس پر آپ کو باوجود تسلسل علالت مجبوراً نماز کے لئے جامع مسجد تک جانا پڑا۔ اور آپ نے "ایک بڑے مجمع کے سامنے اس پروپیگنڈے کی حقیقت کھولی۔ اور اسے بہت بڑا کہا۔ جو اخبار "زمیندار" نے سلطان ابن سعود کے اعلان ملوکیت کے وقت سے شروع کر دیا ہے"

میں حیران ہوں۔ کہ ان الفاظ کی نسبت جو محض اخبار نویسانہ ذمہ داری ہی نہیں۔ بلکہ عام شریفانہ انداز تحریر و تخاطب کی بھی صریح توہین ہیں۔ کس صورت میں اپنے تاسف کا اظہار کروں۔

ممکن ہے۔ کہ میری بصارت یا میری سماعت یا میری صلاحیت تحقیق و تفتیش یا استعداد مطالعہ حالات و واقعات نے کہیں ٹھوکر کھائی ہو۔ کہیں غلطی کی ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ آپ کو مولانا محمد عرفان اور مسٹر شعیب قریشی کو بھی جنہوں نے بلا تامل اور بدون غور و فکر جائز حد و نکتہ چینی سے تجاوز کر کے میرے بیانات کو دروغ آمیز یعنی مجھے دروغ باف کہا۔ ہبط وحی اور منزل الہام ہونے کا شرف حاصل نہیں "زمیندار" کے ساتھ الجھنے کی آپ کی طرف کر یہ دوسری کوشش ہے۔ اور اس نقش ثانی کا دائرہ "زمیندار" سے متجاوز ہو کر اس ناچیز اور ناکس فرد ملت تک پہنچ گیا ہے۔ میں کن لفظوں میں عرض کروں۔ کہ آپ کے اس اضطراب کشمکش سے میرے دل کو کس درجہ رنج پہنچ رہا ہے۔ کاش آپ اہم اسلامی مسائل کو میدان نزاع بازی کی اوٹ نہ بناتے۔ اور قوم و اسلام کو ان کے حال پر چھوڑ کر اپنا اور "زمیندار" کا فیصلہ کر لیتے۔

آپ نے جامع مسجد کے منبر پر جو کچھ فرمایا۔ میں اس سے آگاہ نہیں ہوں۔ دہلی سے اس وقت تک آپ کی تقریر کے متعلق چار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اگر وہ صحیح ہے۔ تو مجھے افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ اس محمد علی کے علو حوصلہ باسعادی و نگہبانی ملفوظات و مقولات اور رفعت و بلندی خیالات و جذبات و کنگ ڈم کا قطعاً قابل فخر نمونہ نہیں۔ جسے دنیا تقریباً بارہ چودہ سال سے "رئیس الاحرار" کے لقب سے جانتی ہے۔ اور جس کی ذات ہم سے سالہا سال سے فخر و مباہات کے خوگر ہیں۔ (زمیندار ۲۶ر فروری ۱۹۲۶ء)

## وصیت ۲۳۳۹

میں نیاز بیگم زوجہ ملک احمد حسین قوم گوجر ساکن قادیان ضلع گورداسپورہ کی ہوں۔ جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد منزوکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (الف) میری اسوقت جائداد مبلغ چھ صد روپیہ مہر کا اور اٹھارہ روپیہ کی قیمت کے زیورات ہیں۔ میں اپنی اسی جائداد موجودہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں (ب) نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری جائداد بڑھ جائے۔ تو اس بڑھی ہوئی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (ج) اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل کرجاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جائیگی۔ فقط والسلام۔ کاتب الحروف ملک عبدالعزیز۔ گواہ شد:۔ ملک احمد حسین بقلم خود

العبد:۔ نیاز بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ملک غلام حسین بقلم خود

## وصیت ۲۳۳۶

میں عنایت بیگم زوجہ سلطان علی قوم شیخ ساکن رحیم آباد ضلع گورداسپورہ کی ہوں جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی سالم حق مہر صما۔ کل میزان ۱۸۰ روپیہ ۱۱ ۱/۲۵ العبد موصیہ عنایت بیگم احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ بقلم خود سلطان علی۔ گواہ شد:۔ شیخ علی گوہر سسر موصیہ گواہ شد:۔ بقلم خود عبدالحق سیکرٹری انجمن احمدیہ وڈالہ بانگر

## وصیت ۲۳۳۲

میں ملک احمد حسین ولد ملک غلام حسین صاحب آوان ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد واقعہ قادیان ایک مکان قیمتی دو ہزار روپیہ ہے۔ اور السٹار کا میں مقروض ہوں۔ جائداد موجودہ کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردونگا۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ یکم مارچ سے ۲۷ ۱/۲ پونڈ ہوگی۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا (انشاء اللہ) یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ ایسی جائداد جو مجھے بذریعہ وراثت یا ہبہ یا بذریعہ وصیت ملے۔ یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے نہ کٹوا دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ اس وصیت پر عملدرآمد مارچ ۱۹۲۶ء سے شروع ہوگا۔ فقط والسلام۔ خاکسار ملک احمد حسین پوسٹ بکس ۱۳ نیروبی کنیا کالونی افریقہ۔ گواہ شد:۔ غلام نبی ایڈیٹر الفضل گواہ شد:۔ فخرالدین احمدی ملتانی

## وصیت ۲۲۴۲

میں محمد لعل ولد حسن آوان ساکن کوٹ محمد یار ضلع جھنگ کا ہوں۔ جو کہ

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد ماحت کا مالی مویشی ہے۔ اس کا حصہ صہ انشاء اللہ اپنی زندگی میں داخل کردونگا۔ نیز اپنی آمد کاشتکاری کا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی مزید جائداد میری وفات پر ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۳ ۱/۲۵

العبد:۔ محمد لعل موصی۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم خاں متعلم مدرسہ احمدیہ گواہ شد:۔ اللہ داد ولد دیدار بخش

## وصیت ۲۰۳۸

میں تاج الدین ولد منشی علی گوہر قوم دیو ساکن دھنی دیو چک ۲۳۲ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے یعنی سوا چھ گھماؤں اراضی نہری جس کی قیمت موجودہ بھاؤ کے لحاظ سے دس ہزار روپیہ ہے۔ ۱۵ ۵/۲۲ : تاج الدین موصی بقلم خود بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن مصری۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن مدرس مدرسہ احمدیہ

## وصیت ۲۱۲۴

میں غلام محمد ولد بہاوان بخش خاں قوم اعوان ساکن دو المیال تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری جائداد موجودہ ایک مکان خام واقعہ موضع مذکور رقبہ اس کا ۳ ۱/۲ مرلہ ہے۔ اور اراضی زرعی واقعہ موضع مذکور قریباً ۲۷ کنال ہے۔ ان ہر دو چیزوں میں سے ایک کے صرف ۱/۵ حصہ کا میں مالک ہوں باقی ۴/۵ حصہ کا مالک میرا ایک بھائی اور ایک بھائی کی اولاد اور ایک بہن ہیں۔ میرے حصہ کی کل مالیت تخمیناً ۱۲۰۰ روپیہ ہے۔ جائداد مذکور میں سے ۱/۱۰ حصہ اراضی وصیت کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو قانونی طور پر قبضہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کسی وجہ سے قبضہ نہ دے سکوں (اپنی زندگی میں) تو میری وفات کے بعد جائداد مذکور میں سے میرے حصہ کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اس کو تمام مالکانہ حقوق حاصل ہونگے۔ میرے کسی وارث یا غیر وارث کو مزاحم ہونے کا حق نہ ہوگا اگر جائداد مذکور کی قیمت زیادہ ہوجائے یا جائداد بڑھ جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۴ ۱/۱۲۔ بقلم محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ کرمداد بقلم خود دوالمیالوی۔ العبد:۔ غلام محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن دوالمیالوی۔ گواہ شد:۔ عبداللہ خاں

## وصیت ۲۳۴۳

میں محمد یعقوب ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن گوکھووال چک ۲۱ جھنگ برانچ تحصیل و ضلع لائل پور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت ۴ ۱/۲ گھماؤں اراضی زرعی بہ تفصیل ذیل ہے۔ ۲ ۱/۲ گھماؤں واقعہ گوکھووال چک ۲۱ جھنگ برانچ تحصیل و ضلع لائلپور بشراکت برادران حقیقی محمد شفیع و عبدالحمید اور ۲ ۱/۲ گھماؤں اراضی زرعی واقعہ گوکھووال تحصیل شاہدرہ بشراکت برادران حقیقی محمد شفیع و عبدالحمید و تایا زاد بھائی اللہ دتا و غلام نبی پسران عظیم بخش و چچا زاد بھائی عبدالغنی و عبدالستار پسران اسمٰعیل ہے۔ اور اس کی قیمت اندازاً چوبیس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ مکانات سکنی قیمتی چھ صد روپیہ ہے۔ اور ایک گھوڑی و بندوق قیمتی چار صد روپیہ ہے کل جائداد کی قیمت ۲۵ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد بھی ہے۔ جو کہ اسوقت مبلغ ۶۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وراثت یا حصہ ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی زندگی میں ادا نہ کردیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کروں۔ تو وہ حصہ موعودہ سے منہا کی جائیگی۔ اگر میرے وارث جدی جائداد کا حصہ دینے میں عذر کریں۔ تو یہ حصہ وصیت کا میری خود پیدا کردہ جائداد سے وصول کیا جائے۔ ۱۶ ۱/۲۶۔ کاتب الحروف عبدالمجید ساکن چک ۲۱ گواہ شد:۔ غلام نبی نمبردار چک ۲۱۔ العبد:۔ محمد یعقوب احمدی ولد کریم بخش موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ بقلم خود محمد علی ارائیں سکنہ چک ۲۱

## وصیت ۲۳۲۰

میں زینب بی بی زوجہ مولوی غلام رسول کشمیری ساکن چانگڑیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد اس وقت مبلغ ماللعہ روپیہ ہے۔ جو مہر میں مجھے ملا ہے۔ المرقوم ۲۴ ۵/۲۵

العبد:۔ موصیہ زینب بی بی۔ گواہ شد:۔ غلام رسول خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ نظام الدین برادر موصیہ۔ گواہ شد:۔ رحیم بخش سکنہ چانگڑیاں عفی اللہ عنہ

## ہندوستان کی خبریں

—— رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک چھوٹا سا جہاز جو ۷۰ مسافروں کو لے کر کیا کسیون بندرگاہ سے روانہ ہوا تھا طوفانی موجوں میں پھنس کر غرق ہوگیا۔ ۲۷ آدمی تو کسی طرح بچ گئے لیکن ۴۳ اشخاص جان بحق تسلیم ہو گئے +

—— بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ خاندیش کے دو وکیلوں نے اپنے ایک موکل کے خلاف اس بنا پر مقدمہ دائر کردیا تھا۔ کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ اگر مقدمہ جیت جائے گا۔ تو طے شدہ فیس کے علاوہ ایک رقم بطور انعام کے حاضر کریگا لیکن مقدمہ جیت جانے کے بعد اس نے وعدہ پورا کرنے سے انکار کردیا۔ اس پر دونوں وکلاء نے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا عدالت نے وکیلوں کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ لیکن ہائی کورٹ میں اپیل کرنے پر چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس قاضی جی نے وکیلوں کی اس کارروائی کو ناپسند کیا۔ اور ان کو سخت لعنت وملامت کی +

—— موضع ملوچک تحصیل شکر گڑھ میں دیانند دلت ادھار منڈل کی طرف سے چار سو چماروں کو شدھ کیا گیا +

—— پنجاب یونیورسٹی کے مختلف امتحانات کی حسب ذیل تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ (۱) ایف اے۔ بی اے۔ بی ایس سی آنرس سکول ایم اے اور ایم ایس سی کے امتحانات ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء کو شروع ہونگے (۲) بی ٹی کلاس کا امتحان ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو شروع ہوگا (۳) اورنٹیل (مشرقی علوم) ڈگریوں کے امتحانات ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء کو شروع ہونگے (۴) ورنیکلر زبانوں کے امتحانات ۲۰ مئی کو شروع ہونگے (۵) زراعت کے امتحانات یکم مئی ۱۹۲۶ء کو ہونگے (۶) لا کالج کے امتحانات (ایف ای ایل اور ایل ایل بی) ۷ جون ۱۹۲۶ء کو ہونگے (۷) ایم جی بی ایس (ڈاکٹری) کے پہلے دو امتحانات ۷ مئی ۱۹۲۶ء کو ہوں گے +

—— کانپور کی اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک ہندو لڑکے نے ہولی کا رنگ ایک مسلمان پر پھینکا۔ جس پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ ۸ مسلمان زخمی ہوئے۔ چند ہندو بھی مجروح ہوئے۔ حالت کو قابو کر لیا گیا۔ فساد شام کو ہوا۔ اور اس کا سلسلہ رات تک جاری رہا +

—— دہلی ۲ مارچ۔ کونسل آف سٹیٹ نے اپنے اجلاس میں "مسودہ توہین عدالت" کو اسی صورت میں منظور کر دیا جس میں اسمبلی نے اسے پاس کیا تھا +

—— ممتاز کے فسانے کا تازہ ترین باب یہ ہے۔ کہ اس نے مسٹر عبدالرحمٰن سوداگر چرم و رکن بلدیہ امرتسر سے شادی کر لی ہے۔ جو امرتسر کے سرکردہ تاجر چرم میاں محمد شریف کے لڑکے ہیں +

—— مہاراجہ ریپودمن سنگھ سابق والئے نابھ کو حکومت ہند نے ۶ لاکھ اکتیس ہزار ایک سو بائیس روپیہ ۱۲ آنہ ایک پائی کا چیک امپیریل بنک کے نام دے دیا ہے۔ یہ رقم انہیں ساڑھے سات لاکھ روپیہ کے وظیفہ میں سے جو کہ تاحال انہیں ملنا واجب تھا دی ہے +

—— چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے ۱۲ فروری سے حسب ذیل حضرات کو پنجاب یونیورسٹی کا فیلو مقرر کیا ہے۔ مسٹر منوہر لال بیرسٹر ایٹ لا۔ آنریبل مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ مسٹر ڈی ملنے ناظم شعبہ زراعت صوبہ پنجاب مسٹر ڈبلیو ایچ ایٹکنس مسٹر سی۔ ڈی۔ ایچ راؤ +

—— دہلی ۲ مارچ۔ مرزا عزیز الدین احمد اسپیشل مجسٹریٹ رہتک جو سابق نواب لوہارو کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ ان کے خلاف رشوت کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ جس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن کا تقرر کیا گیا ہے۔ مجسٹریٹ مذکور کے خلاف رشوت کے ۶ الزامات ہیں +

—— بمبئی ۴ مارچ۔ سید حبیب امیر وفد خدام الحرمین نے بندرگاہ سوڈان سے حسب ذیل برقی پیغام روانہ کیا ہے۔ "صلح کی گفت وشنید ناکام رہی۔ ابن سعود نے ہمیں حجاز سے چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں جدہ تک حراست میں لایا گیا۔ تین دن تک وہاں قید میں رکھا۔ اور مصر جانیوالے جہاز پر سوار ہونے کے لئے مجبور کیا گیا۔ جہاز پر لاکر ہمیں چھوڑ دیا گیا" جن شرائط صلح کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ "ابن سعود نے اپنے وزیر حافظ وہبہ کو شرائط صلح حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس بھیجا۔ ہم نے جو شرائط پیش کیں یہ تھیں۔ مسمار شدہ قبے از سر نو تعمیر کرائے جائیں۔ مجرموں کو سزائیں دی جائیں۔ عقائد کی آزادی دی جائے۔ اور حجاز میں حجازیوں کی حسب خواہش حکومت قائم کی جائے۔ مؤتمر اسلامی قائم کی جائے۔ اور وفد کو وہ دونوں معاہدے دکھائے جائیں۔ جو انگریزوں سے کئے گئے ہیں۔ اور جن میں سے ایک ۱۹۱۶ء میں کیا گیا ہے" +

—— ہمعصر پائنیر رقمطراز ہے۔ کہ ہم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سر فرانسیس ہمفرے انگریزی وزیر مختار متعینہ دربار کابل کچھ دن کے لئے ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔ اور وہ غالباً آئندہ شنبہ تک دہلی پہونچ جائیں گے۔ اور حکومت ہند سے ایسے مختلف امور پر گفتگو کریں گے۔ جن کا ہندوستان و افغانستان کے روابط سے تعلق ہے +

—— الہ آباد ۵ مارچ۔ اندور کا ایک پیام مظہر ہے کہ نئے مہاراجہ کی رسم تاجپوشی ۱۱ مارچ کو منائی جا رہی ہے۔ ریاست کا تمام انتظام پانچ ممبروں کی ایک کابینہ کے سپرد ہوگا۔ جو سنٹرل انڈیا کے ایجنٹ گورنر جنرل کی نگرانی ومشورہ سے کام کرے گا +

—— دہلی ۵ مارچ۔ ۵ جون کو ملک معظم کی سالگرہ منائی جائے گی۔ لہذا اس تاریخ کو عام تعطیل ہوگی +

—— مقدمہ رکھشا قلی شملہ کا فیصلہ سشن جج کرنل ناکس نے سنا دیا ہے۔ مسٹر پلیڈل کو ۱۸ ماہ قید اور ۴ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے +



(منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)